انتخاب

امام ابو یوسف کا فلاحی ریاست کا تصور

امام ابو یوسف رح نے '' کتاب الخراج '' کے ابتدائی صفحات میں اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کردیا ہے کہ اسلامی ریاست کے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ اپنے شہریوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہر ممکن کوشش کرے (۱)۔ وہ ملک کی معاشی فلاح کو اسلامی ریاست کا ایک مقصد قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ خلیفہ کو ایسے مشورے دئے ہیں جن کا مقصد عوام کی مادی فلاح و بہبود ہے۔ چنانچہ انہوں نے خلیفہ کو مختلف ترقیاتی کاموں کا بھی مشورہ دیا ہے۔ دوسری صدی ہجری میں اسلامی ممالک کی معیشت ایک زرعی معیشت تھی۔ [امام] ابو یوسف رح نے ہارون الرشید کو مشورہ دیا ہے کہ وہ نہریں تعمیر کرائیں اور پرانی اور ازکار رفتہ نہروں کی مرمت اور صفائی کرواکے ان کو پھر سے جاری کریں (۲) - سیلاب کی روک تھام کے لئے بند تعمیر کریں (۳)- زیر آب زمینوں کی باز یافت کا اہتمام کریں (۴)- اور ہر وہ اقدام کریں جس میں کاشتکاروں کی بہبود مضمر ہو (۵)۔

آب پاشی کے لئے نہروں کی تعمیر' مرمت اور صفائی پر آنے والے اخراجات کے بارے میں امام ابو یوسف رح کی رائے کا خلاصہ یہ ہے:

---

۱ - کتاب الخراج - قاہرہ ۱۳۴۶ھ، صفحہ ۳ تا ٦

۲ - ایضاً' صفحہ ۱۱٦ اور صفحہ ۱۳۱ - ۱۳۲

۳ - ایضاً' ۱۱۳ اور ۱۱٦

۴ - ایضاً' ۱۳۲

۵ - ایضاً' ۱۳۱

۱- دجلہ و فرات اور دوسرے دریاؤں کو آب پاشی کے قابل بنائے رکھنا، ان پر بند، گھاٹ اور آب پاشی کے لئے پانی نکالنے کی جگہیں تعمیر کرنا اور ان کو اچھی حالت میں رکھنا ریاست کے ذمہ ہے۔ ان کاموں کی پوری لاگت سرکاری خزانہ سے ادا کی جائے گی (۶) -

۲- خراجی زمینوں کی آب پاشی کے لئے، بالخصوص ایسے علاقوں میں جہاں نہروں کے ذریعہ پانی نہ پہنچنے سے زمینیں بیکار پڑی ہوں، حسب ضرورت نہریں کھدوانا اور پرانی نہروں کی مرمت اور صفائی کرانا بھی ریاست کے ذمہ ہے اور اخراجات بھی بیت المال سے پورے کئے جائیں (۷) -

۳- دو آبہ دجلہ و فرات میں بڑے دریاؤں سے نکالی ہوئی نہریں، جن میں پانی جاری ہو، اگر کھدائی، مرمت اور صفائی کی محتاج ہوں تو یہ کام بھی ریاست انجام دے گی۔ البتہ ان کے اخراجات ریاست کے خزانہ اور ان کے باشندوں کے درمیان تقسیم کردئیے جائیں گے جن کو ان نہروں سے فائدہ پہنچتا ہو (۸) -

۴- ان بڑی نہروں کے پانی کو اپنے کھیتوں اور باغات تک پہنچانے کے لئے لوگ جو چھوٹی نہریں اور نالیاں تعمیر کرنا چاہیں، ان کی لاگت خود ان لوگوں کو پوری کرنی ہوگی (۹) -

لاگت کی تقسیم اور اس سلسلہ میں مختلف قسم کی نہروں (۱۰) کے درمیان تفریق

---

۶ - ایضاً، صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲

۷ - ایضاً، صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲

۸ - ایضاً، صفحہ ۱۱۶، ۱۳۱

۹ - ایضاً، صفحہ ۱۱۶

۱۰ - امام ابو یوسف رحمہ نہروں کی چار قسمیں کرتے ہیں :-

۱- قدیمی نہریں، جو ناکارہ ہو گئی تھیں، ان کو از سر نو جاری کرنے سے افتادہ زمینوں کی آبادی اور خراج کی آمدنی میں اضافہ کی توقع ہوتی تھی -

۲- خراجی زمینوں کی نہریں -

۳- جاری نہریں - جن کی کھدائی اور صفائی کی وقتاً فوقتاً ضرورت پیش آتی تھی -

۴- چھوٹی نہریں، جن کے ذریعے لوگ اپنے کھیتوں اور باغات تک پانی لے جاتے تھے - (مدیر)

کرنے میں قاضی صاحب نے جو اصول سامنے رکھے ہیں، وہ واضح ہیں۔ کسی اسکیم کی لاگت ان لوگوں کے ذمہ ہے جن کو اس سے فائدہ پہنچے۔ جہاں فائدہ عام ہے وہاں لاگت کی ذمہ داری بھی عام ہے اور عوام کے مرکزی خزانہ کی حیثیت میں یہ عام ذمہ داری بیت‌المال پر ڈالی گئی ہے۔ مذکورہ بالا پہلی قسم اسی اصول کے تحت آتی ہے۔ چوتھی قسم کی نہروں کے فوائد چونکہ مخصوص افراد تک محدود ہوں گے، لہذا ان کی لاگت بھی انھیں کے ذمہ ڈالی گئی ہے۔

لاگت کی ذمہ‌داری عائد کرنے میں دوسرا اصول یہ مدنظر رکھا گیا کہ متعلقہ افراد کو اس اسکیم سے اتنا مالی فائدہ پہنچ رہا ہو کہ وہ باآسانی اس کے اخراجات کا بار برداشت کرلیں۔ دوسری اور تیسری قسم کی نہروں کے درمیان تفریق اسی لئے برتی گئی ہے۔ اہل خراج کو آباد اور خوشحال رکھنا حکومت کا ایک مقصد قرار دیا گیا ہے اور اس مقصد کے تحت دوسری قسم کی نہروں کی پوری لاگت بیت‌المال کے ذمہ ڈالی گئی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان نہروں کی تعمیر کے بعد بہت سی ایسی زمینیں زیر کاشت لائی جاسکیں گی، جو ان کے بغیر افتادہ پڑی رہتی ہیں۔ ان زمینوں کے زیر کاشت آنے سے مجوزہ نظام مقاسمہ کے تحت خراج کی آمدنی میں معتدبہ اضافہ کی توقع ہے۔ چونکہ نہروں کی تعمیر سے پہلے نہ یہ زمینیں زیر کاشت تھیں لہ ان کے مالکوں کو ان کے ذریعہ کوئی آمدنی ہو رہی تھی، لہذا ان پر اخراجات کا بار نہیں ڈالا گیا ہے۔ اس کے برعکس تیسری قسم کی نہروں میں پانی جاری تھا اور لوگ عملاً ان سے فائدہ اٹھاکر کاشت کرتے اور نفع حاصل کرتے تھے۔ اس آمدنی کے پیش نظر ان کے لئے باسانی ممکن تھا کہ ان نہروں کی درستی پر آنے والے اخراجات کا ایک حصہ خود پورا کرسکیں۔ ان نہروں کی مرمت اور صفائی کے پورے اخراجات ریاست کے ذمہ اس لئے نہیں ڈالے گئے کہ اس عمل سے خراج کی آمدنی میں کوئی نیا معتدبہ اضافہ نہیں متوقع ہے، ان کی مرمت اور صفائی خراج کی موجودہ آمدنی بحال رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اور اس کی مناسبت سے ان پر آنے والے اخراجات کا ایک حصہ ریاست کو پورا کرنا چاہئے۔

ترقیاتی اخراجات کی ذمہ داری کی یہ تقسیم ابو یوسف کی بصیرت اور انصاف پسندی کا ثبوت ہے۔ انہوں نے عام کاشتکاروں کے مفاد کے ساتھ اس کا بھی

لحاظ رکھا ہے کہ کس قسم کی نہروں سے کس کو زیادہ فائدہ پہنچتا ہے - اور کون اخراجات کی ذمہ داری اٹھانے کی استطاعت رکھتا ہے۔ استفادہ اور استطاعت کی اس متوازن رعایت کے ساتھ انہوں نے دوسری اور تیسری قسم کی نہروں کے درمیان جو تفریق برتی ہے وہ ان کی معاشی بصیرت پر گواہ ہے - اگر وہ پہلی اور دوسری قسم کی نہروں کی لاگت اہل خراج کے ذمہ ڈالتے تو زرعی ترقی کے اس اہم کام میں رکاوٹ پیش آتی، اور اگر تیسری قسم کی نہروں کی مرمت اور صفائی تمام تر ریاست کے ذمہ رکھتے تو نہ صرف یہ کہ اس پر بے جا بار پڑتا بلکہ کاشتکار ان نہروں کی صفائی اور حفاظت کی طرف سے بے پروا ہوجاتے۔ اس طرح انہوں نے پہلی قسم کی نہروں اور چوتھی قسم کی نہروں میں اس بنیاد پر تفریق برتی ہے - کہ اول الذکر کا افادہ عام ہے اور آخرالذکر کا افادہ متعین افراد اور گروہوں تک محدود ہے - اخراجات کی ذمہ داری تقسیم کرتے وقت انہوں نے اس فرق کا بھی لحاظ رکھا ہے - مسئلہ کے ان تمام پہلوؤں پر اگر ان کی نظر نہ ہوتی تو وہ اتنا متوازن فارمولا نہ تجویز کرسکتے -

اس بحث کا یہ پہلو خاص طور پر قابل غور ہے کہ ترقیاتی اخراجات کا بار ریاست کے ذمہ ڈالتے وقت [امام] ابو یوسف اس آمدنی کا حوالہ دیتے ہیں جو کہ ان زمینوں کے خراج سے حکومت کو ہوتی ہے - رعایا کے سلسلہ میں حکومت کی ذمہ داریاں گناتے وقت اس سے وصول کئے جانے والے محاصل کے حوالے [امام] ابو یوسف نے بار بار دئیے ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک حکومت کا یہ حق کہ وہ اپنے شہریوں سے محاصل وصول کرسکتی ہے ، کوئی مطلق حق نہیں بلکہ ایک با مقصد حق ہے جس کے ساتھ کچھ فرائض بھی وابستہ ہیں - زرعی زمینوں کی پیداوار سے محصول وصول کرنے کا حق متقاضی ہے کہ ان زمینوں کو سیلاب یا پانی کی کمی کی وجہ سے برباد ہونے سے بچایا جائے اور ان کی آب پاشی کے لئے نہریں تعمیر کی جائیں -

بحیثیت مجموعی ہم یہ رائے قائم کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ مالیات عامہ (Public Finance) سے تعلق رکھنے والے مسائل میں [امام] ابو یوسف کا فکر بہت پختہ اور بلند ہے - وہ حکومت کی آمدنی اور اس کے اخراجات کو کسی محدود زاویہ نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ اسے فلاح عامہ

اور ملک کی مجموعی بہبود و ترقی سے تعلق رکھنے والا ایک اہم شعبہ سمجھتے ہیں ۔ آمدنی کے ایک ذریعہ کے طور پر محاصل کا جائزہ لیتے وقت وہ اس کے ہر اہم پہلو پر غور کرتے ہیں ۔

محصول کن لوگوں سے لیا جائے ، کتنا لیا جائے ، کس طرح وصول کیا جائے اور وصول کرنے والے کن صفات کے حامل ہوں، ان سب پہلووں پر انھوں نے تفصیلی گفتگو کی ہے ۔ اس طرح انھوں نے تفصیل کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ حکومت کی آمدنی کن مدات پر صرف کی جانی چاہئے، کن لوگوں کے ذریعہ صرف کرائی جانی چاہئے ۔ ان مصارف کی نگرانی اور اس بات کا اہتمام کہ جس کام پر مال صرف کیا جائے وہ ٹھیک طور پر انجام پائے ، کس طرح کیا جانا چاہئے ۔ ان اخراجات میں جہاں فوجیوں کی تنخواہوں اور سرحدوں کے استحکام کو شامل کرتے ہیں ، وہاں زرعی معیشت کو ترقی دینے والی اسکیموں کا بھی ذکر کرتے ہیں ۔ جگہ کی قلت کے باعث ہم زکاۃ و عشر سے ہونے والی آمدنی اور اس کے مصارف کے سلسلہ میں [امام] ابو یوسف کے مشوروں کا جائزہ نہیں لے سکے ہیں - ان کے ان مشوروں کے مطالعہ سے ہماری اس رائے کو مزید سند ملتی ہے کہ وہ حکومت کے اخراجات کو فلاح عامہ کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں - ریاست کی ذمہ داریوں کے بارے میں ان کا تصور فلاحی ریاست کا تصور ہے اور ان کا تصور فلاح ایک جامع تصور ہے، جس میں جس طرح عوام کی مادی اور معاشی بہبود، ان کو ظلم و جور سے بچانا اور آزادی کے ساتھ باعزت زندگی بسر کرنے کے مواقع فراہم کرنا شامل ہے، اسی طرح ان کی اخلاقی تربیت اور روحانی تطہیر کا اہتمام بھی شامل ہے -

انتخاب از مقالہ '' ابو یوسف کا معاشی فکر ''
از جناب نجات اللہ صدیقی
بہ شکریہ سہ ماہی مجلہ ''فکر و نظر''
مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، بابت جنوری سنہ ۱۹٦۳ع